© rasailojaraid.com

بسنت کی رنگینیوں میں گم قوم کی مست حالی جناب عرفان صدیقی

غیرتِ قومی اور امریکہ!

ایسی کیفیت کبھی طاری نہیں ہوئی؛ دل کے عین وسط میں ایک انگارہ سا مسلسل دہک رہا ہے۔ دماغ میں دوڑتی باریک رگوں میں جیسے کوئی مسلسل سوئیاں سی چبھو رہا ہے، اعصاب شکستگی سے نڈھال اور خستگی سے چوُر ہیں۔ سوچ کی مرجھائی شاخ پر کسی خیال کی کوئی کونپل نہیں پھوٹ رہی۔ قلم پر اُنگلیوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے اور لفظ روٹھ جانے والے دوستوں کی طرح میری فکر سے گریزاں ہیں۔ نوحے لکھتے لکھتے تھک چکا ہوں اور آنکھوں سے شکستہ خوابوں کی کرچیاں چننے کا حوصلہ نہیں رہا۔ سرابوں کا تعاقب کرتے کرتے پاؤں چھلنی ہوچکے ہیں اور دماغ اُسلوب و ہنر کے سارے قرینے بھولتا جارہاہے!!

شکستِ خواب کے اس موسم نے دل و نظر کی ساری بستیاں ویران کردی ہیں۔ وہ ساری علامتیں جو ہماری آنکھوں میں زندگی کی جوت جگاتیں، ہمارے دلوں میں عزم و ہمت کے چراغ روشن کرتیں، ہماری اُمنگوں اور تمناؤں کو بال و پر عطا کرتیں، ہمیں سربلند ہو کر پورے قد کے ساتھ کھڑا ہونے کا بانکپن بخشتیں اور اُداس شاموں میں بھی اُمید کی قوسِ قزح بن جایا کرتی تھیں، ایک ایک کرکے ہچکیاں لے رہی ہیں۔ وہ ساری علامتیں جنہیں ہم اپنے سر کا تاج سمجھتے، جنہیں اپنے ایمان ویقین کا جوہر قرار دیتے اور جنہیں اپنا سرمایۂ افتخار جانتے تھے، آہستہ آہستہ مصلحتوں اور مفاہمتوں کے کوڑادان میں پھینکی جارہی ہیں۔

میں شاید پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ نائن الیون (۱۱ر ستمبر) نے افغانستان اور عراق کا کچھ نہیں بگاڑا۔ چند انسانوں کا لہو اور کچھ عمارتوں کے کھنڈر تاریخ کی میزان میں بہت زیادہ وزن نہیں رکھتے۔ قوموں کی آبرو ان کے احساسِ خودی سے ہوتی ہے جو سوختہ ساماں، امریکی فوج کی سنگینوں، بڑے دہانے کی توپوں، اور فولاد میں ڈھلے ٹینکوں کے سامنے، سلگتے گھروں اور سیاہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

پوش گلیوں کے بیچ و بیچ مارچ کرتے ہوئے 'اللہ اکبر' اور 'امریکیو! واپس جاؤ' کے نعرے لگا سکتے ہیں، ان کا کوئی کیا بگاڑ لے گا؟ طالبان جیسے درویشانِ خدا مست کو کوئی کیسے مٹا سکے گا جو حکمرانی کے کروفر کو پاؤں کی ٹوٹی ہوئی چپل جتنی اہمیت بھی نہیں دیتے اور جن کے لئے عزتِ نفس سے آراستہ زندگی کی ایک سانس، غلامانہ زندگی کے ہزار سالوں سے بہتر ہے۔

اگر نائن الیون نے کسی ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے، اگر کسی ملک کے جیتے جاگتے انسانوں کو برف کی سلیں بنا دیا ہے اور اگر کسی ملک کو خودی کی ڈور سے کٹ جانے والی آوارہ پتنگ بنا کے رکھ دیا ہے تو وہ صرف پاکستان ہے!!

جنوں لٹ جانے والے اثاثوں کا گوشوارہ مرتب کرے تو شنگ وخشت کی دیواریں بھی ہچکیاں لینے لگیں۔ یہ عرصہ ہر اُس شے کو نگل گیا جسے ہم نے اپنے گھر کے ڈرائنگ روم کی سب سے نمایاں کارنس پر سجار کھا تھا۔ ہماری سرزمین کی حرمت، ہمارے گھروں کا تقدس، ہمارے ہوائی اڈوں کی آبرو، ہمارے انجینئروں کی تحریم، ہمارے ڈاکٹروں کی تعظیم، ہمارے اہل خیر کی تکریم، ہمارے نظریۂ جہاد کی عظمت، ہماری قومی آزادی و خود مختاری، جہادِ کشمیر سے ہماری لازوال وابستگی، افغانستان سے ہمارا تاریخی رشتہ و تعلق، بھارت کے سامنے ہماری جرأت مندانہ استقامت...... "سب کچھ حوالہ شبِ تاریک ہو گیا!"

اب ہمارا جوہری پروگرام، غریب کی خوبرو بیٹی کی طرح سربازار ہو رہا ہے اور زمانے بھر کے اوباش قہقہے لگا رہے ہیں۔ سب کچھ گنوا دینے کے بعد بھی خوش گماں دستر خوانی قبیلہ یہ سمجھتا ہے کہ دو تین سائنس دانوں کے گلے میں ذلت و رسوائی کا طوق ڈال دینے سے بلا ٹل جائے گی؛ ایسا ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ کسی کی ڈاکٹر قدیر اور دوسرے جوہری سائنس دانوں سے نہ کوئی ذاتی دشمنی ہے، نہ لین دین۔ ہمارے قومی افتخار کی ان علامتوں کو چٹکیوں میں مسل دینے کے بعد اس 'گناہ' کو بے نام و نشان کرنے کی کوشش کی جائے گی جس کا ارتکاب ان سائنس دانوں نے کیا۔ مجھے دھڑ کا سا لگا ہے کہ کسی بھی وقت فتنہ ساماں آندھیوں کا رخ فوج کے ادارے کی طرف موڑ دیا جائے گا اور فساد کی آگ جانے کیا کچھ بھسم کر ڈالے گی!!

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے دو فلک بوس مینار تو چند لمحوں میں زمین بوس ہو گئے لیکن ہمارے اندر کے

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

مینار قسطوں میں گر رہے ہیں۔ بے حسی چلن بن چکی ہے اور مجذوب قوم' حال مست ہے۔ جس خوف نے نائن الیون کی رات سے ہمارے حکمرانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، وہی خوف پوری قوم کے رگ وپے میں بھی سرایت کر چکا ہے۔ خوفزدہ بستیاں اپنی آن بچانے کا ہنر بھول جاتی اور اپنے دل کی تسلی کے عجب سامان پیدا کر لیتی ہیں۔لاہور میں مسجد شہدا کے سامنے جوہری پروگرام کے زیر حراست معماروں کی آہ وبکا کرتی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں جمع ہوئیں تو قریبی تاجروں نے انہیں کرسیاں پیش کیں اور پھر یہ کہہ کر دکانوں کو پلٹ گئے کہ "کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔" بھرے بازار میں کوئی نہ تھا جو ان کے ساتھ آنسو بہانے کی خاطر کھڑا ہو جاتا۔

میں نے آج آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے چہرے پر نظر ڈالی تو اس کی ایک ایک شکن میں خوف کے خیمے تنے دیکھے۔ کرب کے ایسے لمحوں میں افتخار عارف میری بڑی دستگیری کرتا ہے۔ اس کی ایک نظم......

تمہیں کیا ہو گیا ہے!
بتاؤ تو سہی اے جانِ جاں، جانِ جہاں
آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟
اپنی ہی آواز سے ڈرنے لگے ہو!
اپنے ہی چہرے سے شرمانے لگے ہو!
بتاؤ تو سہی......آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟
چلو ہم نے یہ مانا......!
یہ زمانہ اب ہمارے اور تمہارے بس سے باہر
ہو گیا ہے!
ان دنوں میں، بے حسی کے موسم میں
دل کا خون ہونا مقدر ہو گیا ہے
مگر اس قہرماں بستی میں
دو آنکھیں تو ایسی ہیں کہ جن میں
کوئی اندیشہ نہیں ہے
اور جن کے خواب یکساں ہیں
بہت مبہم سہی، تعبیر کا امکان تو ہے
یہ شب گزرے، نہ گزرے صبح پر ایماں تو ہے!
تو پھر اے جانِ جاں! ویران کیوں ہو؟
اس قدر شاداب آنکھیں جب دعا گو ہیں
تو اتنے بے سروسامان کیوں ہو؟
بتاؤ تو سہی اے جانِ جاں!
آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟
اپنی ہی آواز سے ڈرنے لگے ہو
اپنے ہی چہرے سے شرمانے لگے ہو
اپنے ہی سائے سے گھبرانے لگے ہو!

(نقش خیال: روزنامہ 'نوائے وقت':
مؤرخہ: ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء)

www.KitaboSunnat.com